خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ 29- اگست 1998ء

روزنامہ
الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

ہفتہ 29- اگست 1998ء 6 جمادی الاوّل 1419ھ - 29- ظہور 1377ھش جلد 48-83 نمبر 189

ذکرِ الٰہی

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو" ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکو اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں۔ فکر کے ساتھ شکر گذاری کا مادہ بڑھتا ہے۔ انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان' ہوا اور بادل' سورج اور چاند' ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ فکر معرفت کو بڑھاتا ہے۔

ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں۔ اسی پر کسی نے کہا کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ آج کل کے لوگوں میں صبر نہیں۔ جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے کہ اس میں لکھا ہے کہ کوشش اور محنت کرنے والوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے۔ جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے دل میں رقّت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 246)

قرآن کریم ناظرہ پڑھ لینے والے واقفین نو کے لئے

○ (I) جن واقفین نو نے قرآن کریم ناظرہ مکمل پڑھ لیا ہے وہ اپنے سیکرٹری صاحب وقف نو کی تصدیق کے ساتھ ہمیں اطلاع دیں۔
انہیں وکالت کی طرف سے سند اور مبارکباد بھجوائی جائے گی۔
(II) نیز قرآن کریم ناظرہ مکمل پڑھ لینے والے بچوں کو ابھی سے قرآن کریم باترجمہ پڑھانا شروع کیا جائے۔ تاکہ وہ قرآن کریم کا جو حصہ بھی تلاوت کریں۔ سمجھ کر تلاوت کریں۔

(وکالت وقف نو)

موصیان کرام

○ پراویڈنٹ فنڈ کا وہ حصہ جس پر حصہ وصیت ادا نہ کیا گیا ہو اور وہ موصی کی وفات کے بعد اس کے پسماندگان کو ملے وہ موصی کا ترکہ شمار ہوگا اور اس پر حصہ وصیت واجب الادا ہو گا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

ذکر الٰہی خدا تک پہنچنے کا رستہ آسان کر دیتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ذکر الٰہی اختیار کرو۔ ذکر الٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراط مستقیم کو بہت سے رستے آ آ کر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (-) جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھادی ہے' بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آ ملو گے۔ اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور انعام پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود (دین حق) کے لئے کھول دیا ہو (-) اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور یافتہ ہو' ایک نور پر قائم ہو اس کا مقابلہ کسی اور سے کر سکتے ہو۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھادے۔ یہ ایک اعلان عام' ایک صلائے عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ' اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے (-) یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟
(-) درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر و باہر بات ہے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے (-) ہلاکت ہو' لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ (-) اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبیعت ان کی گھبراتی ہے۔ کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو' کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو' کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے' یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکر الٰہی کا' تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں (-) کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے ہیں اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے۔ (-) یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔ اور ایسا شخص جو شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن' رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا' کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہہ کی گئی ہے۔

(از خطبہ یکم اپریل 1994ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2-50 روپے

مرتبہ - حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

اردو کلاس ریکارڈ شدہ 98-8-7 جو 98-8-9 کو نشر ہوئی۔

جلسہ سالانہ .U.K کے بعد پہلی کلاس تھی۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے ننھے منے پروانے بڑی سج دھج کے ساتھ شمع رخ انور کے گرد جمع تھے۔ اور اپنے اپنے انداز سے عقیدت و احترام کا اظہار کر رہے تھے اور اس کے جواب میں نوازشات کی بارشوں سے مستفید ہو رہے تھے۔

زیادہ تر بچوں نے نظمیں پیش کی تھیں۔

بعض بچیوں نے جرمن زبان میں نغمہ پیش کیا بنگلہ اور غانا کی بچیوں نے بھی اپنے اپنے انداز سے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اردو نظموں کے پہلے اشعار یہ ہیں۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

امریکہ سے آئی ہوئی بچیوں نے ایک نظم کورس کی شکل میں پڑھی جسکا عنوان تھا ۔

مبارک صد مبارک ہو یہ دورِ شادمانی

آئیوری کوسٹ سے آئی ہوئی بچیوں نے بہت ہی اعلیٰ نظم پیش کی جو ایم ٹی اے کے متعلق تھی۔

ایم ٹی اے زندہ باد
ایم ٹی اے زندہ باد

مشرق مغرب اتر دکھن ڈش انٹینے والا ہے
ایم ٹی اے تو سونے اور چاندی میں تلنے والا ہے
ایم ٹی اے نے ہم بچوں کی ہر مشکل آسان کی
جس کی خاطر حاضر میرا دل بھی میری جان بھی

ایم ٹی اے زندہ باد
ایم ٹی اے زندہ باد

ایم ٹی اے گلدستہ ہے پھولوں کا اک رستہ ہے
دشمن پر یہ راز ہے راز بھی اک سربستہ ہے
وہ سمجھے گا اسکو جسکی آنکھیں ہوں پہچان بھی
جسکی خاطر حاضر میرا دل بھی میری جان بھی

ایم ٹی اے زندہ باد
ایم ٹی اے زندہ باد

★......★......★......★

اردو کلاس ریکارڈ شدہ 98-8-8 جو 98-8-10 کو نشر ہوئی۔

آج کی نشست میں بھی مہمان بچوں کو مواقع نصیب ہوئے۔ تعارف ہوئے اور نظمیں پڑھی گئیں۔

پورب سے چلی پرنم پرنم باد روح و ریحانِ وطن
اڑتے اڑتے پہنچے پچھم سندر سندر مرغانِ وطن

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر

ان پروگراموں کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فی البدیہہ تقریری مقابلہ بعنوان "جلسہ کے تاثرات" کروایا۔ دو بچوں اور دو بچیوں نے اس مقابلہ میں حصہ لیا اپنے اپنے تأثرات معصومانہ انداز سے بیان کئے۔ عزیزہ مطاہرہ حال جرمنی نے یہ مقابلہ جیت لیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اسکی بیساختہ فی البدیہہ تقریر کی تعریف فرمائی۔ اس بچی نے دوسرے بچوں سے ہٹ کر ایک زائد بات عالمی بیعت کے متعلق یہ بیان کی کہ سب ایک آواز پر بول رہے تھے ایک ہاتھ پر لاکھوں لوگ بیعت کر رہے تھے ایسا سماں تھا یوں لگ رہا تھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ حضور نے اس تاثر کو بہت پسند فرمایا اور تائید بھی فرمائی کہ واقعی یوں لگ رہا تھا کہ فرشتے آسمان سے اترے ہوئے ہیں۔

حضور نے انعامات بھی تقسیم فرمائے جن میں ایسی گھڑیاں بھی تھیں جن پر ایم ٹی اے کندہ تھا۔ ایک بچی نے انعام لیتے ہوئے بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔

حضور نے فرمایا دائیں ہاتھ سے لو۔ چنانچہ اس کے دائیں ہاتھ میں انعام دیا گیا غرضیکہ بہت ہی پر لطف مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

★......★......★......★

اردو کلاس نمبر 270 ریکارڈ شدہ 97-4-16 جو 98-8-13 کو نشر ہوئی۔

وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حضور نے اس شعر کی بہت تعریف فرمائی اور پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ازراہ تفنن فرمایا۔

یہ شعر بھلا میں کس کو لکھ کے دوں گا جلیس جو میری بیٹی مونا کا بیٹا ہے اس کی عادت ہے یہ۔ میں جب گھر جاؤں ذرا اس سے توجہ ہٹے تو روٹھ جاتا ہے اس کو بہانہ چاہئے روٹھنے کا۔

میں نے سوچا ہے اسکی تصویر لے کے اس پہ یہ شعر لکھ کے تو اس کو کہوں گا بند کر کے رکھ لے اس کی شادی پہ اس کو دیں گے۔

بڑے بے تکلفانہ انداز میں بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

اردو شاعری بڑی اچھی ہے۔ تم لوگ بھی کچھ پڑھا کرو۔ صرف گانے کے لئے نہیں۔ اردو شاعری بہت اعلیٰ درجے کی شاعری ہے۔ اس میں بہت مزے مزے کی باتیں ہیں۔

کئی قسم کی چیزیں ہیں۔ اور اگر اس کو سمجھ لو اور پھر پڑھو تو پھر بہت اچھا لگے گا۔

اس کے بعد بات پھر کچھ اس طرح آگے بڑھی۔ فرمایا

دریافت کس کو کہتے ہیں؟

امریکہ کس نے دریافت کیا تھا؟ کرسٹوفر کولمبس نے۔ فرمایا۔ امریکہ اس کے نام تو لگ گیا ہے مگر اس سے پہلے ایک اور تھا جس نے دریافت کر لیا تھا عملاً مگر اسے پتہ نہیں لگا کہ نیا براعظم (Continent) مل گیا ہے دیکھا مگر اتر کے اس نے وہاں اپنا اڈہ نہیں بنایا۔ کولمبس بہاما جزیرہ میں سب سے پہلے اترا تھا۔ 1492ء میں آج سے پانچ سو سال پہلے امریکہ دریافت ہوا۔ بہاما سنٹرل امریکہ کا حصہ ہے وہاں سے پھر آگے سفر شروع ہوئے پھر آہستہ آہستہ انہوں نے اندر داخل ہونا شروع کیا۔ یعنی قبضہ کرنا شروع کیا۔ یاد رکھو اس سال کو 1492ء فرمایا اس کی کیا خصوصیت ہے؟ اس زمانے کا سب سے بڑا واقعہ بن گیا۔ امریکہ کی دریافت کے ساتھ ہی پھر ساری دنیا میں نیا دور شروع ہو گیا ترقیوں کا سائنس کا ہر چیز اس دریافت کے بعد شروع ہوئی۔ تیل کا نکلنا کوئلے کی کانیں دریافت ہونا غرض جتنے بھی کام ہوئے ہیں بڑے بڑے یہ سارے امریکہ کی دریافت کے بعد شروع ہوئے ہیں نئی دنیا ملی اور نیا زمانہ آگیا یہ دو باتیں ہیں جو 1492ء میں ہوئیں۔ کیا کیا؟

نمبر1 انسانوں کو نئی دنیا ملی۔ نمبر2 اور دنیا پر ایک نیا زمانہ آگیا۔ یہ دو باتیں 1492ء میں ہوئیں۔

یہ دن عیسائی دنیا کا سب سے شاندار دن تھا۔ جس میں ان کو ایک نیا ملک ملا۔ نئی دریافتیں ہوئیں۔ ساری دنیا پر حکومت کیلئے عیسائی دنیا کا 1492ء سنگ میل بن گیا۔ سائنس کو بہت ترقی ملی ہے اور 1492ء میں ہی ایک بہت دردناک واقعہ بھی ہوا ہے۔ اتنا دردناک کہ اس کا جو نقصان ہے اس کو سوچ کے بھی انسان روتا ہے اور اس کا دل گھٹتا ہے۔ وہ کیا واقعہ ہوا؟

1492ء ہی کا سال ہے کہ اسلام کی صف سپین سے لپیٹ دی گئی۔ اور مسلمان بادشاہ کو آخری شکست ہوئی ہے۔ جس کے بعد مسلسل ان پہ مظالم ہوئے۔ ان کو جن جہازوں پر روانہ کیا ان کو ڈبو دیا۔ اور وہ جو بادشاہ تھے وہ مراکو میں گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے تھے اور سارا علم جو مسلمانوں نے کمایا تھا وہ یورپ کی طرف روانہ ہو گیا تو 1492ء میں ایک واقعہ امریکہ میں ہو رہا ہے اور علمی ترقی کا ایک دروازہ سپین سے کھل رہا ہے مسلمانوں سے بند ہو گیا۔ اور فرانس کی طرف کھل گیا فرانس سے پھر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو 1492ء کا سال انسان کی نئی تاریخ میں سب سے بڑا سنگ میل ہے۔ یہ وہ سال ہے جس کو آج تک عیسائی مورخین خوشیوں سے یاد کرتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کا یورپ سے صفایا کر دیا۔

فرمایا۔ بہت ہی دردناک سال کون سا ہے؟ 1492ء۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی ترقی ہر جگہ ختم ہو گئی۔ یہیں نہیں ہوئی صرف بغداد وغیرہ دوسرے مسلمانوں کے علاقے جو ہیں وہ پھر تنزل کا شکار ہو گئے۔ گرتے گرتے ان کے ہاتھوں سے وہ زمینیں بھی چھننے لگیں اور علم اٹھ گیا اور دنیا کے لحاظ سے بھی بہت ذلیل و رسوا ہو گئے۔ تو یہ ایک خاص سال ہے جسے یاد رکھنا ہے نئے زمانے کے لئے ایک دن چڑھ رہا ہے عیسائی دنیا پر اور ایک سورج غروب ہو رہا ہے اسلام کی دنیا پر اس دن کو ہم نے اس دور کو ہم نے بدلنا ہے اب اس کو بدلنے کیلئے کون لوگ ہیں۔ اس کا جواب بتاؤ۔ فرمایا جماعت احمدیہ نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔ اور دین کا جو سورج ڈوب گیا تھا مشرق میں وہ اب مغرب میں نکلے گا جہاں اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ سورج ایم ٹی اے کے ذریعے بھی طلوع ہو چکا ہے۔ اور اونچا ہو گا اور واقعی یہ پیشگوئی جماعت احمدیہ کے ذریعے پوری ہو گی۔ 1492ء میں جو سورج غروب ہوا تھا 1992ء میں وہ ایم ٹی اے کے ذریعے طلوع ہونا شروع ہوا ہے۔ اور کس طرح یہ ترقی کرتے کرتے تیزی سے دنیا میں پھیل رہا ہے۔ تو یہ نغمہ سنا دو

اس کے بعد نغمہ سب نے عزیزہ شوکت کے ہمنوا ہو کر گایا۔ حضور بھی ساتھ ساتھ دہرا رہے تھے۔

محبت کے نغمات گائیں گے ہم
اخوت کی تانیں اڑائیں گے ہم

ایم ٹی اے کی رونق بڑھائیں گے ہم
یہ جشن مبارک منائیں گے ہم

کدورت کی ہوں تلخیاں جس سے دور
وہ میٹھے ترانے سنائیں گے ہم

دلائل سے کثرت کو دیں گے شکست
کہ وحدت کا پرچم اڑائیں گے ہم

فقط نعروں پر ہی نہیں انحصار
کہ پھیلا کے دیں پھر دکھائیں گے ہم

جہاں تک نہ پہنچی ہو آواز حق
وہاں جا کے قرآں سنائیں گے ہم

کسی سے نہیں ہے ہمیں دشمنی
کسی کا نہ دل تک دکھائیں گے ہم

یہ مانا کہ ہیں طفلِ مکتب ابھی
مگر کُل جہاں کو پڑھائیں گے ہم

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah
خلافت لائبریری ربوہ

حضرت مصلح موعود کی مجلس سوال و جواب

وقفِ زندگی اور بیعت

ایک صاحب نے عرض کیا کہ زندگی وقف کرنے اور بیعت میں کیا فرق ہے جو شخص بیعت کرتا ہے اس کو بھی جو حکم ملے گا وہ اس کو بجا لائے گا۔ پھر زندگی وقف کرنے کی علیحدہ کیا ضرورت ہے؟

فرمایا۔ رسول کریم ﷺ کی ہر ایک شخص بیعت کرتا تھا۔ پھر خاص خاص مواقع پر بھی حضور بیعت لیتے تھے۔ بات یہ ہے کہ پہلی بیعت میں تو یہ ہوتا ہے کہ انسان نیت کرتا ہے کہ جب مجھے کوئی حکم ملے گا۔ تو کروں گا۔ لیکن وقف کرنے والا اپنی نیت کو عمل میں لے آتا ہے اور سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار رہتا ہے ہاں اگر زندگی وقف کرنے والا اپنے طور پر ملازمت یا کوئی اور کام کرلیتا ہے۔ تو وہ وقف سے تمسخر کرتا ہے۔

(الفضل 31 جولائی 1922ء)

تربیتِ اولاد

ایک صاحب نے معہ اپنے دو بیٹوں کے ہانگ کانگ روانہ ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے عرض کیا کہ حضور کچھ نصائح فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ میں آپ کے بیٹوں کو نصیحت کرنے سے قبل آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اولاد کی دینی اور دنیوی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ عام طور پر والدین میں دو نقص پائے جاتے ہیں۔ جو یہ ہیں۔ اولاد کے متعلق یا تو بے جا حسن ظنی۔ یا بے جا بد ظنی۔ ان دونوں باتوں کے غلط استعمال سے اولاد خراب ہو جاتی ہے۔ والدین حسن ظنی تو یہ کرتے ہیں۔ کہ ہماری اولاد ہمیں جو احکام دین کی پابندی کرتے دیکھتی اور ہماری دین کے متعلق باتیں سنتی ہے۔ تو خود بخود سیکھتی جاتی ہے۔ اس لئے اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اولاد دینی باتوں کو حاصل کرنے سے بے بہرہ رہ جاتی ہے۔ یا پھر بد ظنی کی جاتی ہے کہ ہماری بات کا اولاد پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ کہ ہم بتائیں خود بخود سیکھ لیں گے۔ یہ دونوں باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور اس بد ظنی کی بجائے حسن ظنی۔ اور حسن ظنی کی بجائے بد ظنی ہونی چاہئے۔ یعنی یہ سمجھنا چاہئے کہ اولاد ہمیں دیکھ کر اور ہماری باتیں سن کر نہیں سیکھ لے گی۔ بلکہ اسے بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی خیال کرنا چاہئے۔ کہ جو کچھ اولاد کو بتائیں گے۔ اس کا اس پر اثر ہو گا۔ اور اسے وہ قبول کرے گی۔ اس کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

اس کے علاوہ دو اور ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے تربیت اولاد میں نقص واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ یا تو حد سے زیادہ نرمی کی جاتی ہے۔ یا حد سے زیادہ سختی۔ خواہ وہ کچھ کریں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ حتیٰ کہ دین کی باتوں کی ہتک کرنے پر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ بڑے ہو کر سمجھ جائیں گے۔ اب ان کا دل میلا نہ ہو۔ یا اس قدر سختی کی جاتی ہے کہ ماں باپ سے انہیں نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں نقص ہیں۔ اور ان دونوں کی وجہ سے اولادیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ نہ تو حد سے زیادہ سختی کرنی چاہئے۔ اور نہ بے جا نرمی۔ حضرت مسیح موعود اولاد کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے والدہ صاحبہ قرآن کریم پڑھ رہی تھیں۔ کہ مبارک احمد جس کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔ باہر سے آیا۔ اور والدہ صاحبہ سے کچھ مانگا۔ انہوں نے کہا ٹھہر جاؤ۔ قرآن پڑھ لوں اس پر مبارک احمد نے کہا اسے پرے پھینک دو۔ اس وقت اس کی بہت چھوٹی عمر تھی۔ اور حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے یا اس لئے کہ اس کی صحت خراب رہتی تھی۔ اسی لئے اسے جتنا تعلق حضرت صاحب سے تھا۔ اتنا والدہ سے نہ تھا۔ لیکن ادھر اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ اور ادھر حضرت صاحب نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ میں جب گھر گیا تو وہ رو رہا تھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے طمانچہ مارا ہے۔ اس وقت اس کے چہرہ پر پانچوں انگلیوں کے نشان نظر آرہے تھے تو حد سے زیادہ نرمی بھی بچوں کو خراب کر دیتی ہے۔ اس لئے ضرورت کے وقت سختی سے بھی کام لینا چاہئے۔

والدین کی اطاعت

آپ کو یہ نصیحت کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے بچوں کو یہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ وہ آپ کی اطاعت اور آپ کا کہا مانیں۔

نصیحت کرنے والے ہمیشہ اور ہر ایک کو میسر نہیں آیا کرتے۔ اور اسے خدا کا فضل سمجھنا چاہئے۔ بہت لوگ ہیں جن کی آنکھوں میں اس وقت آنسو بھر آتے ہیں۔ جب وہ کسی باپ کو اپنی اولاد کو نصیحت کرتا دیکھتے ہیں۔ کہ کاش ہمیں بھی کوئی سمجھانے والا ہوتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ہمیشہ الٹ کو پسند کرتی ہے جن لوگوں کے والدین زندہ ہوتے ہیں اور انہیں پند و نصائح کرتے ہیں وہ تو کہتے ہیں یہ ہر وقت ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کبھی آرام نہیں لینے دیتے۔ اور جن کے والدین فوت ہو جاتے ہیں وہ خواہش کرتے ہیں۔ کہ کاش ہمارے والدین زندہ ہوتے اور ہمیں اپنے نصائح سے مستفید کرتے۔ تو والدین کی موجودگی بچوں کو اپنے لئے نعمت سمجھنی چاہئے اور اس کی قدر کرنی چاہئے۔

(الفضل 17۔ اگست 1922ء)

تکلیف میں راحت

ایک صاحب کو جو کچھ عرصہ سے مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں مخاطب کرکے فرمایا۔ مشکلات ہوتی ہیں مگر کئی دفعہ تکلیف ہی راحت کا موجب ہو جاتی ہے۔ آپ اپنے دل کو یوں بھی تسلی دے سکتے ہیں۔ کہ آپ بیمار ہیں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن صحابہ کو دیکھئے کہ انہوں نے کس قدر مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔ وہ کام کر سکتے تھے۔ مگر ان کو کام بھی نہیں کرنے دیا جاتا تھا۔ تیرہ سال تک مصائب برداشت کرتے رہے۔ جو لوگ حبشہ میں گئے وہ فتح خیبر کے وقت آئے۔ یہ کتنی بڑی مصیبت تھی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت بدل دی۔ بعض دفعہ مصیبت کے ختم ہونے کا وقت آپہنچا ہوتا ہے مگر انسان غلطی سے ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے۔ پس چاہئے کہ آپ ہمت نہ ہاریں میں بھی دعا کروں گا۔ اور آپ بھی استغفار کریں آپ کے خاندان میں پیری مریدی کا بھی سلسلہ تھا شاید اللہ تعالیٰ آپ کے مال کو خالص کرنا چاہتا ہے۔ اگر مصیبت نہ دور ہو تو (احمدی) کا سہارا اس جہان پر نہیں اگلے جہان پر ہے۔ اور وہ اس دنیا کو اس ایک وقفہ سے بھی کم حیثیت سمجھتا ہے۔ جو مسافر اثناء سفر میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے۔

صحابہ کی جنگ احزاب کے موقعہ پر یہ حالت تھی کہ ایک طرف یہود مخالف تھے۔ ایک طرف دشمن کی فوجیں تھیں اور بھوک نے سب کا حال بے حال کر رکھا تھا۔ اور انہوں نے پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے تھے۔ خود آنحضرت ﷺ نے بھی پتھر باندھ رکھے تھے۔ منافق بھی اس وقت طعنے دیتے تھے۔ کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عرب کو فتح کریں گے۔ اور اب گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ مگر خدا نے ان کی مدد کی۔

گائے کی پرستش کا خیال

اس بات کے ذکر پر کہ ویدوں میں گائے کا گوشت مہمانوں کو کھلانے کا ذکر ہے۔ فرمایا گائے کی پرستش کا خیال ہندوؤں میں بعد میں پیدا ہوا۔ اور وہ ممالک جہاں کے لوگوں کی معیشت کا مدار زراعت پر ہے۔ وہاں گائے کی پرستش جاری ہو گئی چنانچہ مصر میں بھی گائے کی پرستش کی جاتی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ زراعت کے لئے گائے ایک مفید جانور تھا اور اس کی حفاظت کی ضرورت تھی۔ اس لئے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی پرستش شروع کر دی گئی مگر یہ طریق درست نہ تھا۔ دیکھو اسلام نے اس قسم کی بات کو کیسی عقل مندی سے جاری کیا۔ عرب میں گھوڑا بہت مفید اور ضروری جانور تھا۔ اور اس کی کمی سے ملک کو نقصان ہو سکتا تھا۔ اس لئے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا گوشت مکروہ کر دیا۔ مکروہ ناجائز نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا استعمال پسندیدہ بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح جہاں گھوڑے کو محفوظ کر دیا گیا۔ وہاں اس بات کا بھی انسداد ہو گیا کہ لوگ اسے مقدس سمجھ کر اس کی عبادت کرنے لگ جاتے کیونکہ اس کا گوشت استعمال کرنا مکروہ کیا گیا تھا۔ نہ کہ ناجائز۔

اعمالِ انسانی کی حفاظت

ایک صاحب نے سوال کیا۔ یہ جو آتا ہے کہ اعمال لکھے جاتے ہیں کیا رب العلمین کے ہاں رجسٹر ہے جس میں یہ تمام اعمال درج ہوں گے۔

فرمایا کہ وہ اعمال محفوظ رکھے جائیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم یہاں جو حرکت کریں وہ جو میں محفوظ رہتی ہے۔ اور ایک آلہ کے ذریعہ اس کو اخذ کر لیا جا سکتا ہے۔ تو کیا رب العالمین اعمال انسانی کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

سزا کی غائت

انہی صاحب نے سوال کیا کہ سزا تو مجرم کو اس لئے دی جاتی ہے کہ لوگوں کو عبرت ہو مگر جہنم میں جو سزا ملے گی اس سے کن لوگوں کو عبرت دینا مقصود ہو گا۔

فرمایا سزا عبرت ہی کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اور بھی فائدے ہوتے ہیں۔ عبرت ایک عام مفہوم ہے مگر سب سے زیادہ مستحق خود وہی شخص ہے جس سے جرم سرزد ہو کہ اس کو اس کی غلطی کا احساس پیدا کرایا جائے۔ اگر کسی شخص کا کوئی بچہ ہو اور وہ غلطی کرتا ہو۔ تو والدین جو اس کو سزا دیتے ہیں۔ اس سے ان کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ اوروں کے لئے عبرت ہو۔ بلکہ یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ خود اس بچہ کی آئندہ کے لئے اصلاح ہو جائے۔ پس سزا کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ خود اس شخص کی اصلاح ہو جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور عیوب سے مبرا ہے۔ بندے کا اس سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ بندہ بھی پاک نہ ہو جائے جن لوگوں میں عیوب ہوتے ہیں اور گناہ ان کے قلوب کو تاریک اور زنگ آلود کر دیتے ہیں۔ اس ذریعہ سے جس کو سزا یا عذاب جہنم کہتے ہیں ان کے ان نقائص کو دور کر دیا جاتا ہے۔ اس کا نام دراصل اصلاح ہے۔ اور سزا اس لئے رکھا ہے کہ ہم اس کو سزا ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جو شخص ناواقف ہو وہ ایک ڈاکٹر کو دیکھے کہ وہ اس کے نشتر مار رہا ہے۔ تو وہ اس کے متعلق یہی خیال کرے گا کہ وہ اس کے چاقو مارتا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ چاقو نہیں مار رہا۔ بلکہ وہ اس کے گندے اور فاسد مواد کو نکال کر اس کے جسم کی اصلاح کر رہا ہے۔ اس کا نام تو اصلاح یا اپریشن سمجھنا چاہئے۔ سزا تو عام مفہوم کے لحاظ سے اس کو کہا جاتا ہے۔

بہشت و دوزخ حور و قصور کیا شے ہیں

سوال ہوا کیا دوزخ اور جنت میں اور حوروں سے یہی مراد ہے۔ جو عام طور پر مفہوم ہوتا ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور۔

فرمایا کہ نام تو یہی صحیح ہے۔ مگر حقیقت ان کی کچھ اور ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ جنت کی چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ اس کا صحیح نقشہ،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کے ذہن اور قلب میں آسکتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بچہ نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بادشاہ کس کو کہتے ہیں باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہے جس کی بات کوئی شخص نہ روک سکے۔ اتفاق سے باپ کمزور طبیعت کا انسان تھا۔ اور ماں بہت سخت گیر بچے نے باپ سے بادشاہ کی یہ تعریف سنتے ہی فوراً کہا تو ابا بادشاہ ہماری ماں ہوئی۔ چونکہ بچے کے سامنے وہ شخص بادشاہ کی پوری تعریف نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ بچہ ان دقیق مسائل کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اس نے وہ بات کہی جو بچے کے ذہن میں آسکتی تھی۔ مگر بچہ کا ذہن بجائے اصل حقیقت کی طرف جانے کے ماں کی بادشاہت کی طرف منتقل ہوگیا۔ اسی طرح یہ الفاظ تو درست ہیں۔ مگر لوگوں نے اپنی کوتاہی فہم سے سمجھ لیا۔ کہ وہ پھل وہ مکان وغیرہ ایسے ہی ہوں گے جیسے اس دنیا کے ہوتے ہیں۔ درحقیقت اس عالم کی باتیں سمجھنے کے لئے موجودہ حواس سے زیادہ اور بہت زیادہ اعلیٰ درجہ کے حواس کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ حواس تو ایسے ہیں جیسے بھینس کے آگے فلسفہ کے مسائل بیان کئے جائیں یا بھینس سے انگور کا مزا پوچھا جائے۔ بھینس کے لئے انگور اس کی توڑی ہے جس طرح بچہ کو تعلیم پر آمادہ کرنے کے لئے ماں باپ کہتے ہیں۔ کہ تم پڑھو تو تمہیں لڈو ملا کریں گے۔ جب بچہ پڑھ جائے اور اس کے آگے لڈوؤں کا تھال بھر کر رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ یہ تمہارے پڑھنے کا صلہ ہے تو وہ نہیں لے گا۔ کیونکہ تعلیم کے بدلے میں جو چیز اس کو حاصل ہوئی ہے وہ ان لڈوؤں سے زیادہ قیمتی اور اعلیٰ درجہ کی ہے۔

اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہاں جو کچھ ملے گا وہ درحقیقت ایک ذہنی کیفیت کا نام ہوگا۔ نہیں بلکہ واقعی وہاں انعامات ملیں گے مگر وہ یہی نہیں ہوں گے جو کچھ اس وقت ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سی اعلیٰ درجہ کی اشیاء اور انعامات ہوں گے۔ گو یہ بھی مل جائیں۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں جو کچھ اصل انعام کے طور پر ملے گا وہ تو درحقیقت لقاء اللہ ہوگا۔

(الفضل قادیان 14۔ اگست 1922ء)

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر صاحب

طیب غذائیں

ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہنے کالازوال اصول

ام الالسنہ عربی میں جب کسی سے حال پوچھنا ہو تو کہتے ہیں۔ کیف حالک (آپ کا حال کیسا ہے) جواب دینا والا عموماً کہتا ہے انا طیب (میں تندرست ہوں) آج کل کس کا حال حقیقی طور پر طیب ہے؟ جو طیب کے معیار پر پورا اترتا ہو پرانے وقتوں میں ہمارے آباؤ اجداد کی غذا طیب یعنی قدرتی اور سادی تھی تو ان کا حال بھی واقعی طیب ہوتا تھا۔ ہم میں سے بہتوں نے بزرگوں سے سنا ہوگا کہ عمر بھر ان کی کبھی آنکھ نہیں دکھی، بخار نہیں ہوا وغیرہ وغیرہ، مگر آجکل عام بیماریوں کا تو ذکر ہی کیا، شوگر، ہائی بلڈ پریشر اور کینسر جیسے موذی امراض منہ کھولے بیٹھے ہیں اور انسانیت کو ہڑپ کرنے کی تاک میں ہیں آخر ایسا کیوں ہے اور ہر قسم کے امراض سے بچنے کے موثر اصول کونسے ہیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے طیبات (پاکیزہ اشیاء) کھاؤ۔

حلال اور طیب کے استعمال سے انسانی جسم دکھوں سے پاک زندگی گذارتا ہے ایسی غذاؤں کا اثر نہ صرف انسان کے جسم بلکہ روح اور اخلاق پر بھی بہت گہرا ہوتا ہے ایسی غذائیں جو اپنی قدرتی حالت میں خوش ذائقہ ہوتی ہیں اور ہمیں کھانے کی طرف رغبت دلاتی ہیں وہی طیب غذائیں ہیں جو زود ہضم اور قوت زیست بخشتی ہیں۔ وہ غذائیں جن کو ہم پکا کر دھواں لگا کر، مصالحہ لگا کر، نمک لگا کر، سرکہ یا آب نمک میں ڈال کر تیار کرتے ہیں کم قابل ہضم اور کم قوت زیست دیتی ہیں۔ طیبات (پاکیزہ اشیاء) میں جوں جوں انسان اپنی مرضی سے تبدیلیاں کرتا چلا جاتا ہے وہ مقام طیب سے اسی قدر دور ہٹتی چلی جاتی ہیں اور ان میں افادیت کا پہلو کم اور مضرت کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا چلا جاتا ہے مثال کے طور پر بلا چھنے آٹے کی تازہ خشک روٹی یا دلیہ ایک طیب غذا ہے لیکن میدہ سے بنی ہوئی روٹی نسبتاً مقام طیب سے دور! اور اسی نسبت سے تلے ہوئے نان اور سموسے پراٹھے اور بھی زیادہ دور یا بالفاظ دیگر زیادہ ضرر رساں ہوں گے۔ اسی طرح بسکٹ' کیک' ڈبل روٹی اور کریم رول کی ضرر رسانی بھی مقام طیب سے دوری کی نسبت سے ہوگی۔ ایسے ہی تازہ گنے کا استعمال طیب ہوگا جبکہ گڑ' شکر' چینی اور چینی سے بنی ہوئی مٹھائیاں و مشروبات جس قدر مقام طیب سے دور ہوتے جائیں گے اسی قدر صحت کے لئے ضرر رساں ہوتے چلے جائیں گے۔ تازہ پھلوں کا استعمال زیادہ طیب (صحت بخش) ہوگا جبکہ ان کے جوس جو مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں۔ وہ چند فائدوں کے باوجود مضر زیادہ ہوں گے۔

طیب اور غیر طیب غذاؤں میں بظاہر بہت کم فرق لگتا ہے اور بعض اوقات تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ دراصل غیر طیب غذاؤں کا اثر بہت دیر سے ظاہر ہوتا ہے اسی لئے ہم غیر طیب غذاؤں کے استعمال میں ہمیشہ غفلت برتتے ہیں وہ غذائیں جو مقام طیب (حالت تر و تازگی) سے بہت زیادہ دور ہیں بلکہ باسی ہیں اور آج بکثرت مستعمل ہیں اور ان کے نقصانات بھی ان گنت ہیں وہ یہ ہیں۔

ڈبل روٹی' بند' بسکٹ' کیک' گیس ملے اور کھارے مشروبات' کوک' پیک شدہ جوس' پیک شدہ دودھ اور سبزیاں' میدہ کی بنی ہوئی اشیاء' مٹھائیاں وغیرہ واضح رہے کہ صرف سادہ تازہ پانی ہی طیب مشروب ہے۔

ہمارا جسم جو خلیات (Cells) سے مل کر بنا ہے اسے طیب غذا کے علاوہ طیب یعنی پاکیزہ ہوا کی بھی ضرورت ہوتی ہے غیر طیب ہوا مثلاً تمباکو نوشی کا دھواں کارخانوں کی چمنیوں اور گاڑیوں کا دھواں' زہریلی صنعتی گیسیں' گندے نالوں کے زہریلے بخارات اور گرد و غبار کے دھوئیں سے ہمارے اجسام میں ہر روز زہریلے مادوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے غیر طیب غذا اور غیر طیب ہوا سے ہمارے جسم میں غیر طیب خون پیدا ہوتا ہے اور ہمارے جسم کا ہر خلیہ (Cell) غیر طیب ماحول میں رہنے کے سبب کمزور ہو جاتا ہے جس میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح نظام انہضام میں غیر طیب غذاؤں کے باعث تراوشیں غیر متوازن ہو جاتی ہیں اور نظام ہضم دن بدن بگڑتا چلا جاتا ہے جبکہ ہمیں چنداں اس کا ادراک و احساس نہیں ہوتا اسی طرح وہ ہارمونز جو جسم کے لئے انتہائی مفید کام بجالاتے ہیں غیر طیب غذا اور ہوا کے سبب غیر متوازن ہو جاتے ہیں دراصل جس طرح ہمارا ایک بیرونی ماحول ہے اسی طرح ہمارا ایک اندرونی ماحول بھی ہے جس میں ہمارے جسم کا ہر خلیہ رہ رہا ہے غیر طیب غذا اور ہوا سے ہمارے جسم کا اندرونی ماحول حالت توازن سے دور ہٹ جاتا ہے اور جسم بے شمار قسم کے پیچیدہ عوارض میں مبتلا ہو جاتا ہے کسی کا یہ مقولہ کتنا اچھا ہے کہ "غیر طیب غذا سے غیر طیب یعنی بیمار خون پیدا ہوتا ہے۔ جب بیمار خون اعضائے بدن کی آبیاری کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ بات اور بھی خطرناک ہے کہ ہم غیر طیبات کے استعمال کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ غیر طیب غذائیں ہمیں طیب لگنے لگی ہیں کوئی بھی شخص اپنی صحت کا معیار جانچنے کے لئے یہ دیکھے کہ وہ طیبات کے استعمال سے کس قدر دور ہے آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جس قدر وہ طیبات سے دور ہوگا اسی قدر حقیقی صحت سے بھی دور ہوگا۔

غیر طیب غذا سے نظام اخراج فضلات بھی بے حد متاثر ہوتا ہے۔ انتڑیاں' گردے' جلد' پھیپھڑے' اپنے افعال کما حقہ ادا نہیں کر سکتے۔ جس سے انسان کا اندرونی ماحول غیر طیب ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ بات بھی ضروری ہے کہ طیبات کے استعمال میں بھی "اسراف" سے بچا جائے۔

غیر طیب غذاؤں کی طرح غیر طیب دواؤں کا اثر بھی انسانی جسم پر انتہائی مہلک ثابت ہو رہا ہے غیر طیب دوائیں بھی وہی ہیں جو اپنی قدرتی حالت تازگی سے ہٹ کر ہیں تازہ ترین طبی تحقیق سے یہی ثابت ہوا ہے کہ بعض ایسی جڑی بوٹیاں اپنی اصلی حالت میں جو ہزارہا سال سے مستعمل تھیں جب انہی کے جواہر (Alkaloids) استعمال کئے گئے تو ان کے جزوی فوائد میں بے حد تیزی آگئی لیکن نقصانات حد درجہ بڑھ گئے۔ مثلاً پوست اور افیون کے مقابل پر اگر مارفین اور ہیروئین کے نیک و بد اثرات کا موازنہ کریں تو یہی صورت حال کھل کر سامنے آتی ہے۔

انسان کے لئے قدرتی غذا' تازہ ہوا' تازہ پھل و میوہ جات سبزیاں و غلہ جات' دودھ' صاف ستھرا پانی طیبات ہیں انسان ان چیزوں میں جوں جوں اپنی مرضی سے تغیر و تبدل کرتا جاتا ہے اور تکلف اور تصنع کو جگہ دیتا ہے ان غذاؤں کو اپنی طیب حالت سے دور ہٹاتا جاتا ہے اور اسی نسبت سے ان کی افادیت میں کمی آتی جاتی ہے اور مضرت بڑھتی جاتی ہے سبزیوں کی افادیت میوہ جات اور پھلوں کے برابر ہی ہے مگر ہم جن پیچیدہ عوامل سے گزرتے ہیں ان کی افادیت کو کم کر دیتے ہیں اگر پھل' سبزیاں اور دوسری غذائیں طرح طرح کے ردوبدل کرنے کے بغیر استعمال کئے جائیں تو ہم صحت مند رہ سکتے ہیں۔

طیب غذا ہر شخص کی عمر' جنس مزاج' طبیعت' پیشہ' خطہ ارض' ماحول اور موسم کے لحاظ سے مختلف ہوگی۔ مثلاً ایک نوزائیدہ بچہ کے لئے اس کی ماں کا دودھ ہی سب سے زیادہ طیب ہے بعض لوگوں کو ایک چیز فطری طور پر پسند ہوتی ہے اس صورت میں اس کے لئے وہ چیز طیب نہ رہے گی۔ جو اس کو پسند نہیں ایک مزدور پیشہ آدمی جو سارا دن سخت محنت کرتا ہے ایک پاؤ مکھن بھی اگر کھالے تو اس کے لئے طیب ہوگا مگر ایک دفتر کے کلرک کے لئے تھوڑا سا مکھن بھی طیب نہ ہوگا سرد علاقوں میں محرک غذائیں طیب کے قریب ہوں گی مگر گرم علاقوں میں طیب کے مقام سے بہت دور۔ اسی طرح ایک ہی علاقہ میں سردی اور گرمی کے موسم میں مختلف غذائیں طیب کے مقام کے قریب ہوں گی۔

طیب زندگی گذارنے کے لئے یہ بھی بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کہ اس طیب ذات باری سے زندہ تعلق قائم کیا جائے۔ نیز اس کے برگزیدہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو مشعل راہ بنایا جائے وگرنہ موجودہ دور کے معاشی' معاشرتی' سماجی' ثقافتی' تہذیبی' تمدنی اور نفسیاتی مسائل ایسے ہیں کہ خدا سے دور ایک انسان جو صبر و قناعت جیسے اخلاق سے عاری ہے کوئی بعید نہیں کہ انواع و اقسام کے ذہنی و جسمانی عوارض میں مبتلا ہو جائے۔

عبادت کا خلاصہ "عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اسی کی عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا سے بہت مانگے اور بہت توبہ و استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تاکہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا سے پکا تعلق پیدا ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے۔

(تفسیر سورہ فاتحہ از حضرت مسیح موعودؑ ص 195)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقبول احمد ظفر صاحب

ہومیو پیتھی کا بانی۔ عظیم خادم خلق

ڈاکٹر کرسچن فریڈرک سموئیل ہانمن

انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں ایک انقلاب آفریں صدی کے طور پر لکھی جاتی رہے گی۔ کیونکہ اس صدی میں ہر قسم کے علوم چاہے ظاہری ہوں یا باطنی' اپنے اوج کمال پر پہنچے ہوئے نظر آتے ہیں اور زندگی کے کسی بھی شعبہ کی آئندہ ترقی کا دارومدار جن اصولوں پر ہونا تھا ان کی بنیاد اسی صدی میں پڑتی ہے اور یہ محض اتفاقاً نہیں تھا بلکہ الٰہی منشاء کے عین مطابق تھا کیونکہ اس دور میں ایک عظیم روحانی وجود مسیح موعود کی بعثت ہونا تھی جس کی صداقت کے ثبوت کے طور پر زمین نے بھی اپنے راز اگلنا تھے اور آسمان نے بھی اپنے اسرار سے پردہ اٹھا دینا تھا۔ ایسا ہی ایک انقلاب علم طب کے میدان میں بھی آیا جب ایک جرمن ڈاکٹر سموئیل ہانمن Samuel Hahnemann نے شفا دینے کے ہومیو پیتھی Homoeopathy اصولوں سے دنیا کو روشناس کروایا۔

ابتدائی حالات

○ کرسچن فریڈرک سموئیل ہانمن کی تاریخ پیدائش 10- اپریل 1755ء ہے آپ ایک خوبصورت قصبہ "مین" جو جرمنی کے علاقہ "سیکسنی" میں واقع ہے میں پیدا ہوئے۔

ہانمن کی پیدائش ایک غریب گھرانہ میں ہوئی اور اسی مشقت اور غربت والے ماحول نے ہانمن کے اندر محنت اور مشقت اور اپنی تمام ذہنی و جسمانی طاقتوں سے بھرپور کام لینے کی عادت ڈالی۔ ہانمن نے ابتدائی تعلیم بڑی غربت کے ایام میں "مین" کے پبلک سکول میں حاصل کی لیکن پھر وہ وقت بھی آگیا جب ہانمن کا والد کرسچن گوٹفریڈ ہانمن جو "مین" کی ایک چینی کے برتن بنانے والی فیکٹری میں برتن بنانے اور ان پر رنگ روغن کرنے اور بیل بوٹے بنانے کا کام کرتا تھا اس کی مزید تعلیم مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکتا تھا' نیز اپنے کام میں بھی اسے ہانمن کی مدد کی ضرورت تھی اس لئے ہانمن کے والد نے اسے سکول سے نکلوا لیا۔ ہانمن کو اپنی تعلیم چھوڑنے کا بہت افسوس ہوا۔ ہانمن کے اساتذہ جو اس کی خداداد صلاحیتوں' تعلیم میں اس کے انہماک اور اس کے انتھک اور محنتی مزاج کا مشاہدہ کر چکے تھے اس کی تعلیم جاری رکھنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے ہانمن کے لئے یہ بندوبست کیا کہ وہ سکول کے بچوں کو ٹیوشن پڑھائے اور اس طرح اپنی تعلیم کے اخراجات پورے کرے۔

پس اب ہانمن بارہ سال کی عمر ہی میں سکول کی چھوٹی جماعتوں کو ابتدائی لاطینی زبان سکھانے کا استاد بن چکا تھا جو کہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

تدریس

○ 1775ء میں 20 سال کی عمر میں ہانمن لیپزگ یونیورسٹی Leipzig University میں داخل ہوا۔ یہاں پہ بھی اسے گذر اوقات کے لئے پیسوں کی ضرورت تھی چنانچہ اس محنتی نوجوان نے اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہاں کے طالب علموں کو جرمن اور فرانسیسی زبان پڑھانا شروع کر دی اور ساتھ ہی اس نے کیمسٹری اور میڈیکل کی انگریزی کتابوں کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا تاکہ آمدنی میں اضافہ ہو اور وہ آسانی سے اپنے علم کی پیاس بجھاتا رہے۔

طب کی عملی تربیت

○ 1776ء میں ہانمن وی آنا چلے گئے۔ جہاں وہ برادر آف مرسی کے ہسپتال سے منسلک ہوئے۔ یہاں طب کے صرف نظریات اور اصول ہی نہیں پڑھائے جاتے تھے بلکہ طب کے عملی شعبہ کی بھی مشق کروائی جاتی تھی چنانچہ یہاں سے ہانمن نے طب کی عملی تربیت بھی حاصل کرنی شروع کر دی۔ ہانمن کے تمام اساتذہ بہت محنتی تھے۔ خصوصاً اپنے ایک استاد ڈاکٹر کیوارن (Dr Quarin) کا ذکر ہانمن بڑے پیار اور احترام سے کرتا ہے جن کی ہانمن پر خصوصی توجہ تھی اور ہانمن ان کا واحد شاگرد تھے جسے ان کے ساتھ ان کے پرائیویٹ مریض دیکھنے کی بھی اجازت تھی۔ 1779ء میں ارلنجن یونیورسٹی

(University of Erlangen)

سے انہوں نے ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگری حاصل کی اس وقت ان کی عمر 24 سال تھی اور 1780ء میں ہیٹسڈٹ (Hettstedt) میں باقاعدہ پریکٹس شروع کر دی۔

1782ء میں 27 سال کی عمر میں (Henriette Kuchler) ہن ریٹ کچلر سے انہوں نے شادی کر لی۔

چیف کیمسٹ

○ بحیثیت کیمیادان اس کی شہرت آسمان سے باتیں کر رہی تھی اسی مہارت کے باعث انہیں اس زمانہ میں "چیف کیمسٹ" کہا جاتا تھا۔ طب کے میدان میں بھی بڑی اعلیٰ اور نیک شہرت کا وہ حامل ہو چکا تھا لیکن وہ مروجہ طب کے اصولوں سے اور طریقہ کار سے بالکل مطمئن نہیں تھا۔ بلکہ اس طریق علاج کو انسانیت کے لئے ایک تکلیف دہ اور اذیت ناک طریقہ کہتا تھا۔ چنانچہ وہ ایک دوست کو لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے لئے یہ بڑی اذیت ناک بات تھی کہ میں لوگوں کی ذاتی آراء اور فرسودہ تصورات پر مبنی مروجہ طب کے اصولوں کے مطابق لوگوں کا علاج کرتا اور علاج کے نام پر مریضوں کو مزید تکلیف دیتا رہتا۔ اس لئے میں نے طب کی پریکٹس سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

سچ کی خاطر

○ راستی کے ساتھ یہ ہانمن کی گہری محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ اس نے اپنی کامیاب پریکٹس کو ترک کر دیا۔ اسے مالی طور پر اس کا بہت نقصان بھی ہوا لیکن اس کے لئے سچ کے مقابل پر پیسوں کی کوئی بھی قدر و منزلت نہ تھی۔ تنگدستی کے ان ایام میں اس نے طب اور کیمسٹری میں تحقیق اور تراجم کا کام جاری رکھا۔ جہاں اسے اس وقت کی مروجہ طب کے طریقوں کے ساتھ شدید اختلاف تھا۔ وہاں اسے یہ بھی کامل یقین تھا کہ مخلوق کے رحیم خدا نے اپنے بندوں کو تکالیف سے بچانے کے لئے لازماً کوئی نہ کوئی حقیقی اور صحیح حل پیدا کیا ہو گا جو ہماری سمجھ میں ابھی تک نہیں آ رہا چنانچہ فطرت کے اس راز کی تلاش میں وہ کوشاں ہو گیا۔

پہلی کتاب

○ 1784ء میں اس کی پہلی کتاب شائع ہوئی جس میں اس نے پرانی خارش اور زخموں کی تکلیف سے آرام حاصل کرنے کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کو پیش کیا اور ڈاکٹروں اور مریضوں کو ان اصولوں پر عمل کرنے کو کہا۔

1789ء میں اس کا ایک کتابچہ

Chemis Instructions To Surgeons Concerning The Treatment Of Venereal Diseases)

یعنی "جنسی امراض کے سلسلہ میں سرجن کے لئے ہدایات" کے نام سے شائع ہوا۔ ان دونوں اشاعتوں کو طبی دنیا میں بہت سراہا گیا اور ہانمن کی قابلیت کی مزید دھاک طب کے جاننے والوں پر بیٹھ گئی۔

ہومیو پیتھی کی دریافت

○ پھر 1790ء کا وہ تاریخی سال آیا جس میں خدا نے صحیح علاج کا وہ راز ہانمن سمجھا دیا جو سب سے زیادہ سادہ' آرام دہ اور آسان طریق علاج تھا اور فطرت کے اصولوں کے عین مطابق تھا۔ جس طرح نیوٹن کے سر پر سیب گرا اور اس نے کشش ثقل کا اصول دریافت کر لیا ایسا ہی ایک واقعہ ہانمن کے ساتھ بھی پیش آیا۔

ایک دن ڈاکٹر ہانمن لنڈن یونیورسٹی کے پروفیسر کیولن (Professor Cullen) کے میٹریا میڈیکا Materia Medica کا ترجمہ کر رہا تھا۔ اس میں پروفیسر کیولن کونین (Quinine) کے خواص بیان کر رہا تھا۔ اس نے لکھا کہ یہ دوائی ملیریا کے بخار میں اس لئے مفید ہوتی ہے کہ اس کا ذائقہ نہایت کڑوا اور بدمزہ ہوتا ہے

علاوہ ازیں اس نے تقریباً بیس کے قریب صفحات میں اس دواء کے خواص کو تحریر کیا۔ ہانمن ان دلائل سے بالکل بھی مطمئن نہ تھا جو "کیولن" نے ملیریا بخاروں کو اتارنے کے سلسلہ میں کونین کے اثر کے بارے میں دیئے۔ چنانچہ اس کی متجسس طبیعت نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ کونین کھانے کا خود تجربہ کرے۔ اس نے صبح شام کونین کھانی شروع کر دی کچھ ہی عرصہ بعد اسے انہی علامات والا ملیریا بخار ہو گیا جن علامات والے ملیریا کے مریضوں کو جب کونین دی جاتی تھی وہ ملیریا ٹھیک ہو جاتا تھا۔ جب اس نے کونین کھانا چھوڑی تو بخار بھی خود بخود 3' 4 گھنٹوں بعد ٹھیک ہو گیا۔ اس طرح جب وہ کونین کھاتا اسے بخار آ جاتا اور جب چھوڑتا تو بخار بھی اتر جاتا۔ غرض اس نے دیکھا کہ وہ دوائی جو ملیریا ٹھیک کرتی ہے جب صحت مند انسان کو دی گئی تو اس کے اندر وہی علامات پیدا ہو گئیں جو ملیریا کی تھیں۔ اب ہانمن نے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے مل کر دوسری اور ادویات کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی تجربات شروع کر دیئے اور پھر ویسے ہی نتائج نکلنے لگ پڑے جیسا کہ کونین کے تجربہ سے نکلے تھے یعنی جو دوا کسی مرض کو ٹھیک کرنے میں مشہور تھی اسے استعمال کرنے سے ایک صحت مند انسان اسی مرض میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ جس کا دوسرا مطلب یہ بھی تھا کہ جو دواء کسی صحت مند آدمی میں کچھ علامات پیدا کر چکی ہو اگر ویسی ہی علامات کسی مریض کے اندر رہوں تو وہی دواء اس مریض کی علامات کو ٹھیک بھی کر دے گی اور اس طرح مریض شفایاب ہو جائے گا۔

شفا کے حیرت انگیز نتائج

○ شفا کے اس اصول سے واقف ہونے کے بعد ہانمن نے جو لاطینی' یونانی' عربی' انگلش' فرانسیسی اور جرمن' زبانوں میں مہارت رکھتا تھا' اپنی وسیع و عریض لائبریری سے مختلف قسم کی خواص الادویات کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا اور مختلف ادویات کے زہریلے اثرات کو جو حادثاتی طور پر ان کو استعمال کرنے کے بعد ظاہر ہوئے تھے جمع کر لیا۔ اب اس کے پاس جو مریض آتا وہ اس کی مکمل علامات لکھ لیتا اور پھر اس مریض کی علامات سے ملتی جلتی علامات والی دوا اس کو دیتا۔ اس طرح شفا کے حیرت انگیز اور کامیاب ترین نتائج سامنے آئے۔ ہانمن نے اپنے اس طریق علاج کو Homoeopathy کا نام دیا۔

ہومیو پیتھی کا مطلب

○ ہومیو پیتھی دو یونانی الفاظ کا مرکب ہے یعنی "Omeos" جس کا مطلب ہے Similar "مشابہ" یا "ملتا جلتا" اور "Pathos" جس کا مطلب ہے "Suffering" یا مریض کی تکالیف یعنی مریض کی علامات سے مشابہ یا ملتی جلتی علامات رکھنے والی دواء سے اس مریض کا علاج کرنا۔ اسی لئے اردو میں اسے "علاج بالمثل" کہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حامی اور مخالفین

○ ہانمن کی طب میں مہارت کی دھاک تو پہلے ہی لوگوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی- اب اس نئے لیکن آسان اور کامیاب طریق علاج سے تو اس کی شہرت آسمان سے باتیں کرنے لگی مریض جوق در جوق دور و نزدیک سے اس کے پاس آنے لگے- مروجہ طب کے بہت سے ماہرین پرانے طریقوں کو چھوڑ کر ہانمن کے پاس آ کر ہومیو پیتھی اپنانے لگے اس طرح اس کے شاگردوں میں بھی اضافہ ہونے لگا اب ہانمن اکیلا نہیں تھا بہت سے شاگرد بھی اس کی تحقیقات میں اس کی مدد کر رہے تھے- لیکن جس قدر اس کی شہرت بڑھ رہی تھی ویسے ہی اس کے مخالفین بھی پیدا ہو رہے تھے- طبی اخبارات و رسائل میں ہانمن کے خلاف مضامین شائع ہونے لگے لیکن ہانمن کے پاس اعتراض کا جواب موجود تھا چنانچہ ہانمن نے کسی کی پیش نہ چلنے دی-

بنیادی کتاب

○ 1810ء میں ہانمن نے اپنے نئے طریقہ علاج کے اصول و ضوابط کی وضاحت کرنے کے لئے اپنی ایک کتاب آر گینن (Organon) شائع کی- یہ کتاب جرمن زبان میں تھی اب اس کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں- ہومیو پیتھی کو سمجھنے اور سیکھنے کے سلسلہ میں یہ بنیادی کتاب ہے-

لیکچرز کا سلسلہ

○ 1812ء میں ہانمن نے لپزگ یونیورسٹی میں ہومیو پیتھی کی باقاعدہ تعلیم دینے کی اجازت حاصل کی اور 26- جون 1812 کو پہلا لیکچر دیا تعلیم دینے کا یہ سلسلہ آٹھ سال تک جاری رہا-

میٹریا میڈیکا

○ جن دواؤں کی ڈاکٹر ہانمن اور ان کے شاگردوں نے اپنے اوپر آزمائشیں کی تھیں ان کے نتائج کو ہانمن نے کتابی شکل میں مرتب کیا اور ہومیو پیتھی کا پہلا میٹریا میڈیکا شائع کیا جس کا نام اس نے Materia Medica Pura "میٹریا میڈیکا پیورا" رکھا-

مقدمات

○ اب ہانمن کی شہرت اور اس کے علم کا شہرا پورے یورپ میں پھیلتا جا رہا تھا- اس کی کامیابی اور ہومیو پیتھی کی ترقی ان لوگوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھی جنہیں اس طریقہ سے مالی نقصان پہنچا تھا- اس زمانہ میں ایک قانون تھا کہ ڈاکٹر کا کام صرف نسخہ لکھنا ہے وہ کوئی دوا نہ خود بنا سکتا تھا اور نہ کسی کو دے سکتا تھا- جبکہ ہانمن خود ہی دواء بناتے اور خود ہی مریضوں کو دیتے چنانچہ مخالف دوا ساز اداروں نے اس قانون کا سہارا لیتے ہوئے آپ پر مقدمہ دائر کر دیا- 1820ء میں ایک بار تو آپ اس قانون سے مستثنیٰ ہو گئے کیونکہ آسٹریا کا پرنس فیلڈ مارشل شوازن برگ جو ہانمن کے علاج سے ایک لاعلاج مرض سے شفایاب ہوا تھا اس نے اپنی حکومت کے ذریعہ سیکسینی کے بادشاہ سے ہانمن کو اس قانون سے مستثنیٰ کرنے کی اپیل کی تھی لیکن اس پرنس کی اسی سال 15- اکتوبر کو وفات ہو گئی اور ہانمن پر پھر مقدمہ چلایا گیا جس کے نتیجہ میں آپ پر ہرجانے کے علاوہ خود دوا سازی کرنے پر پابندی لگ گئی یہ آپ کے مقاصد کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی چنانچہ آپ کو لپزگ چھوڑنا پڑا اور آپ 19 اپریل 1821ء کو کوتھن کے ڈیوک فرڈی نینڈ کے پاس چلے گئے اس نے آپ کو اپنا پرائیویٹ معالج بنا لیا- اب ان کی پریشانیوں کا دور ختم ہو گیا تھا یہ پہلی حکومت تھی جس کی انہیں سرپرستی حاصل ہوئی-

جشن

○ 10- اگست 1829ء کو ڈاکٹر ہانمن کی طبی خدمات کے اعتراف کے لئے آپ کا پچاس سالہ جشن منایا گیا جس میں یورپ اور دیگر ممالک سے 500 افراد نے شرکت کی- کوتھن کے ڈیوک اور ان کی اہلیہ نے بھی تقریب میں شرکت کی-

1830ء میں آپ کی وفا شعار بیوی کا انتقال ہو گیا- 1833ء میں یورپ میں ہیضہ کی وباء پھیلی تو ڈاکٹر ہانمن کے ہومیو پیتھی علاج کے ذریعہ دوسرے طریقوں کی نسبت زیادہ فوائد ہوئے جس سے ان کی شہرت میں مزید اضافہ ہوا-

تین بنیادی زہر

○ کوتھن کے قیام کے دوران ہی میں انہوں نے اپنی تیسری مشہور زمانہ کتاب کرانک ڈیزیز (Chronic Diseases) لکھی یہ کتاب ڈاکٹر ہانمن کی 12 سالہ شب و روز کی تحقیق کا نتیجہ ہے جس میں تین بنیادی زہروں کا ذکر ہے- جو قوت حیات کو کمزور کئے ہوئے ہیں اور انہیں کمزوریوں کی وجہ سے انسان بیماریوں کو قبول کر لیتا ہے- اور یہ تین عوارض سورا Psora سفلس Syphilis سائیکوسس Sycosis ہیں-

18- جنوری 1835ء میں آپ نے فرانس کی ایک مصورہ "مڈمزیل میلانی ڈی ہرویلی" سے دوسری شادی کرلی- میلانی کی عمر اس وقت 32 سال تھی-

وفات

○ شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ بیوی کے ساتھ پیرس سیر کرنے گئے اور وہیں قیام پذیر ہو گئے- آپ پیرس میں تقریباً آٹھ سال تک رہے- اور دو جولائی 1843ء پیرس ہی میں آپ کا وصال ہو گیا- مرتے وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے-

"میں نے زندگی بے مقصد نہیں گذاری"

آپ کو قومی ہیروز کے قبرستان میں دفن کیا گیا-

ہومیو پیتھی کے چند اصول

○ اب آخر میں ہانمن کی تحریرات سے ماخوذ ہومیو پیتھی کے چند اہم اصول درج ہیں-

1- شفا دینے کا عمل ہمیشہ فطرت کے قوانین کے مطابق ہونا چاہئے- کوئی بھی معالج ان قوانین سے ہٹ کر کسی کو شفا نہیں دے سکتا-

2- مروجہ طب کے مطابق "انسانی جسم" مریض ہوتا ہے- جبکہ درحقیقت مریض جسم انسانی نہیں بلکہ "انسانی نفس" یا اس کی قوت حیات ہوتی ہے- جسم میں جو فساد پیدا ہوتا ہے جس کو لوگ مرض کہہ دیتے ہیں' اس فساد کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ایک کمزوری یا فساد انسان کی قوت حیات یا اس کے نفس میں پیدا ہوتا ہے پھر یہی "نفس" یا روح میں پیدا ہونے والی کمزوریاں جب بڑھتی ہیں تو جسمانی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور ہمیں جسمانی اعضا میں تبدیلیوں کی صورت میں ظاہراً بھی نظر آنے لگتی ہیں- یہ ظاہری تبدیلیاں دراصل مرض نہیں ہوتیں بلکہ اصل مرض کا نتیجہ ہوتی ہیں- دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہیں گے کہ انسان کے جسم کے غیر متوازن حالت میں آنے سے پہلے جسم پر "حاکم طاقت" قوت حیات یا انسانی نفس پہلے غیر متوازن ہوتا ہے اور پھر اس کے اثر کے نتیجہ میں جسم بھی غیر متوازن ہو جاتا ہے-

3- بیماری ہمیشہ غیر مادی (Dynamic Plane پر) ہوتی ہے اور بیماری کا سبب بھی ہمیشہ غیر مادی (Dynamic) ہوتا ہے-

4- تجویز کردہ دوا ایسی ہو جس کی تمام ضروری علامات مریض کی تمام ضروری علامات سے مل جائیں-

5- تجویز کردہ دوا "اکیلی" استعمال کی جانی چاہئے-

6- جب بالشل دوا دی جاتی ہے تو علامات میں وقتی طور پر تیزی نظر آتی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ دوا درست تجویز ہوئی ہے چنانچہ مزید دوا دینا بند کر دی جائے کیونکہ اس شدت کے بعد شفا حاصل ہونا شروع ہو جائے گی-

7- شفا کا مطلب یہ نہیں کہ معالج مریض کی جزوی علامات یا کچھ علامات کو دور کر دے بلکہ حقیقی شفا ہم اس کو کہیں گے جب مریض کی مجموعی علامات کو معالج دور کر دے- وغیرہ

(Organon of Art of Healing By: Hahnemann)

ماخوذ

1,724 افراد کے لئے ایک ڈاکٹر ہے

پاکستان میں صحت کی صورت حال

پاکستان منسٹری آف ہیلتھ نے ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ملک بھر میں ہیلتھ سروسز کے لئے نیشنل نیٹ ورک قائم ہے جس میں مندرجہ ذیل سہولتیں مہیا کی گئی ہیں-

ہسپتالوں کی تعداد 865
ڈسپنسریوں کی تعداد 4,523
بنیادی ہیلتھ یونٹس 5,121
میٹرنٹی اور بچوں کی صحت کے مراکز 853
رورل ہیلتھ سنٹرز 513
ٹی-بی- سنٹرز 262

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد 89,929 ہے رجسٹرڈ میڈیکل ڈاکٹروں کی تعداد 1996ء میں 74,229 تھی جو کہ 1997ء میں 78,470 ہو گئی- دندان سازوں کی تعداد 1996ء میں 2,938 تھی جو کہ 1997ء میں 3,159 تک بڑھ گئی- نرسوں کی تعداد 1996ء میں 22,810 سے بڑھ کر 1997ء میں 24776 ہو گئی- رجسٹرڈ لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی تعداد 1996ء میں 4,439 تھی- رجسٹرڈ دائیوں کی تعداد 97ء دسمبر تک 21,698 تھی-

لیکن افسوس کے ساتھ اس امر کا اقرار کیا گیا ہے کہ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہماری کارکردگی کچھ زیادہ اچھی نہیں رہی ہے- بچوں کی اموات جو کہ نیشنل ہیلتھ کا ایک پیمانہ سمجھا جاتا ہے- اس سلسلے میں ہم اپنے علاقے کے ملکوں میں بہت پیچھے ہیں- پیدائش کے وقت ہمارے نوزائیدہ بچوں کی اموات کی شرح 93 بچے فی ہزار پیدائش علاقے میں سب سے زیادہ ہے جبکہ بنگلہ دیش میں یہ تعداد 79 فی ہزار چین میں 34 فی ہزار اور بھارت میں 68 فی ہزار ہے-

اسی طرح بچوں کی پیدائش کے وقت ماؤں کی شرح اموات تین سو سے لے کر چھ سو تک فی لاکھ ہے- جو کہ بہت زیادہ ہے- پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو صحت مند غذا نہیں ملتی- حاملہ اور بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کی 30 فیصد تعداد کا وزن معیار سے کم ہوتا ہے- رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو صحت کی سہولیات بہم پہنچانے میں سرکاری اداروں کا بہت زیادہ حصہ ہے- جبکہ بجٹ بنانے والوں کی مجبوریوں کی وجہ سے صحت کے شعبہ کو قومی پیداوار کا صرف ایک فیصد حصہ دیا جاتا ہے جو کہ کسی بھی معیار سے بہت کم ہے اور اسی وجہ سے لوگوں کی صحت کا معیار بھی اچھا نہیں ہے- یہ سرکاری سہولتیں بھی زیادہ تر شہری علاقے میں ہی ملتی ہیں اور دیہاتی علاقے ان سے محروم رہتے ہیں اگرچہ ان دیہاتی علاقوں میں بنیادی صحت کی سہولتیں پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور ان سہولتوں علاوہ ان لوگوں کو انسدادی ذرائع اختیار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے- جس سے امید کی جا سکتی ہے کہ حالات بہتری کی طرف بڑھنے لگیں گے-

(ماخوذ- دی نیوز 20- جولائی 98ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمی منظر

ظ۔ا

اسامہ بن لادن - ایک تعارف

امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے افغانستان اور سوڈان پر میزائلوں کے حملہ کے بعد بیان دیتے ہوئے کہا کہ ان کے پاس اسامہ بن لادن کے خلاف ایسے واضح ثبوت موجود ہیں جن کی وجہ سے افغانستان اور سوڈان پر حملے کئے گئے۔ لیکن اس سلسلے میں انہوں نے اسامہ بن لادن کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں بتائی جس سے ان ہوائی حملوں کا جواز نکلتا ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات بتائی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ سعودی ارب پتی اسامہ بن لادن نے کینیا اور تنزانیا میں ہونے والے دھماکوں میں بنیادی کردار ادا کیا ہو۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اسامہ بن لادن ایک ارب پتی شخص ہے جو شروع ہی سے دنیا بھر میں اپنی دولت اسلامی جنگجو تنظیموں کی مدد کے لئے فراخ دلی سے خرچ کرتا رہا ہے اور اسی وجہ سے امریکہ کی حکومت اسے تمام جنگی تحریکوں، جن کو امریکہ دہشت گرد تنظیمیں کہہ کر پکارتا ہے' کا روح رواں سمجھتی ہے لیکن اس کے خلاف امریکی حکومت کبھی بھی کوئی ٹھوس اور واضح ثبوت پیش نہیں کر سکی امریکہ سمجھتا ہے کہ 1992ء میں یمن میں' 1993ء میں صومالیہ میں اور 1996ء میں دہران اور ریاض (سعودی عرب) میں ہونے والے بم دھماکے اور ان کے نتیجے میں مارے جانے والے امریکنوں کی موت کا ذمہ دار لادن ہی ہے۔

لیکن یہ پر اسرار شخصیت اسامہ بن لادن ہے کون جس کے سامنے امریکہ جیسی سپرپاور بھی بے بس نظر آتی ہے۔ اور اس کا خیال آتے ہی امریکنوں کی رات کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اور امریکہ اس کو نیست و نابود کرنے کے لئے اتنا بڑا اپریشن کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

اسامہ بن لادن سعودی عرب کے شہر ریاض میں 1957ء میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم جدہ کے سکولوں سے حاصل کی۔ کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی سے مینیجمنٹ اور اکنامکس پڑھی اور اس کے بعد برطانیہ سے بھی مزید تعلیم حاصل کی اس کا والد ایک امیر کبیر آدمی تھا اور ایک کنسٹرکشن کمپنی چلاتا تھا۔ اس کی وفات پر لادن کو 300 ملین ڈالر کی خطیر رقم اس کے حصہ کے طور پر ملی جس سے اس نے اپنا کاروبار شروع کیا اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس کی تین بیویاں اور 14 بیٹے ہیں۔ اس کی تینوں بیویاں اس کے ساتھ افغانستان میں رہائش پذیر ہیں۔ صرف دو بیٹے سعودی عرب میں ہیں جن کو سعودی حکومت ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں دے رہی۔

1979ء میں جب روسیوں کے خلاف افغان قوم نے اپنی کارروائیاں شروع کیں تو اسامہ بن لادن اس میں حصہ لینے کے لئے افغانستان آگیا اور وہاں ایک ٹریننگ کیمپ قائم کیا جہاں سے ہزاروں نوجوانوں نے تربیت حاصل کی اور افغان لڑائی میں حصہ لیا۔ لیکن جب افغان گروپوں میں اختلافات شروع ہو گئے اور وہ روس کے چلے جانے کے بعد آپس میں لڑنے لگے تو اسامہ بن لادن اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر سوڈان چلا گیا اور وہاں پر امریکی فوجیوں کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔ جس پر امریکی حکومت نے سوڈان کی حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ اسامہ بن لادن کو اپنے ملک سے نکال دے جس پر وہ پھر افغانستان واپس آگیا۔ اور اب تک وہیں ہے۔

لادن شروع سے ہی امریکیوں کے خلاف خیالات کا اظہار کرتا رہا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ یہودیوں اور امریکنوں کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال باہر کیا جائے۔ لادن کے مطابق دنیا کے ہر حصے میں مسلمانوں کو مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور وہ اس کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہراتا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی کو جائز اور ضروری سمجھتا ہے۔

لادن کو یقین ہے کہ جس طرح ہم نے روس کو شکست سے دوچار کیا تھا اسی طرح اب امریکہ کو بھی جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔ لادن کے انہی خیالات اور کردار کی وجہ سے امریکہ اس کے خلاف ہے اور اس نے ایک اتنا بڑا اپریشن کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔

لادن نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ مجھ پر گزشتہ 9 سالوں میں متعدد بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ روس کے خلاف لڑائی کے دوران ایک بم میرے قریب آکر گرا مگر پھٹا نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ چار بم میری رہائش گاہ کے قریب آکر گرے اور وہ بھی نہ پھٹے۔ اور اب امریکنوں کا میزائلوں سے حملہ جس کا مقصد صرف مجھے مارنا تھا وہ بھی اپنے مقصد میں ناکام رہا اور میں معجزانہ طور پر اس حملہ سے بچ گیا اور ابھی تک زندہ و سلامت موجود ہوں اور جب تک خدا چاہے گا میں زندہ اور سلامت رہوں گا۔ اور امریکہ کے خلاف اپنا پروگرام جاری رکھوں گا۔

اسی طرح ایک اور انٹرویو میں لادن نے کہا کہ امریکہ ایک دہشت گرد ملک ہے جس کا ثبوت ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملہ ہے جس میں لاکھوں آدمی جان سے مارے گئے اور زخمی اور معذور ہوئے۔ پھر عراق پر امریکہ کے حکم پر ایسی ناروا قدغنیں لگائی گئی ہیں جس سے ہزاروں عراقی بچے اور بچیاں دوائیوں اور غذائی قلت کی وجہ سے جاں بحق ہو چکی ہیں یہ بھی امریکہ کی دہشت گردی کی ایک واضح مثال ہے اس لئے ہم بھی امریکہ کے خلاف سرگرم عمل رہیں گے اور آخر میں فتح ہماری ہوگی۔

امریکہ کے افغانستان اور سوڈان پر حملے کے بعد اسامہ بن لادن نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو امریکہ کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے لئے کہا ہے کیونکہ امریکہ کی یہ تازہ ترین دہشت گردی تمام مسلم امت کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ایک نمائندے نے انگلستان میں بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس حملے سے پہلے لادن کی مقبولیت کا گراف صرف 30 فیصد تھا لیکن اس حملے کے بعد اب اس کی مقبولیت کا گراف بڑھ کر 75 سے 80 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو کہ مسلمانوں کا امریکہ کے خلاف نفرت کا واضح اظہار ہے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب آف گلگشت کالونی ملتان حال لاہور گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم خان محمد بھٹی صاحب ابن مکرم محمد دین مرحوم بلڈ کینسر کی وجہ سے گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں شدید بیمار ہیں۔ ان دنوں وہ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ محترمہ صادقہ پروین سیلونی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حنیف مجاہد سیلونی صاحب (مرحوم) دو دن سے بلڈ پریشر اور دل کی تکلیف کی وجہ سے سخت بیمار ہیں سانس لینا بہت مشکل ہے۔

○ مکرم احمد الدین صاحب کارکن وکالت مال اول 43/21 دارالرحمت شرقی ربوہ کی اہلیہ صاحبہ گر کے پھٹنے سے شدید زخمی ہو گئی ہیں

احباب سے ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سانحہ ارتحال

○ مکرم الحاج اللہ بخش صاحب (ر) ریلوے گارڈ خان پور حال مقیم ملتان 27۔ جون 1998ء کو وفات پاگئے۔ اسی روز بعد نماز عشاء بیت مبارک میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم حافظ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

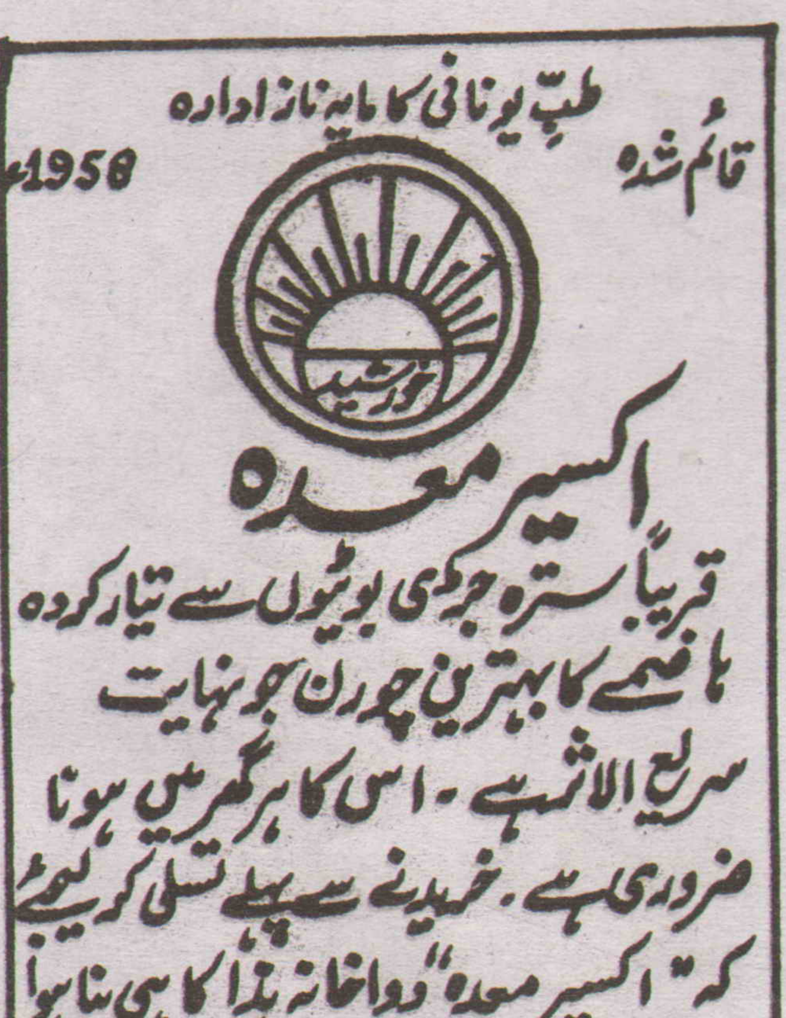

ولادت

○ مکرم سلیم الحق خان صاحب ناظم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 17۔ اگست 1998ء کو ایک بیٹی کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم شمس الحق خان صاحب آف کوئٹہ حال لاہور کا پوتا۔ اور مکرم ملک حمید احمد صاحب (ملتان) کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں نومولود کی درازی عمر اور دینی و دنیاوی کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

بقیہ صفحہ 2

حضور نے خوش ہو کر عزیزہ شوکت کو تحفہ بھی دیا۔ فرمایا

ایم ٹی اے کی داغ بیل 1992ء ہی میں ڈالی گئی تھی۔ باقاعدہ انٹرنیشنل معاہدہ 1994ء میں ہوا ہے۔ 1992ء میں آغاز ہوا تھا۔ اس وقت صرف خطبہ جمعہ جایا کرتا تھا اور ہر جگہ نہیں بعض جگہ جاتا تھا لیکن وہ چیز بڑی ہوتے ہوتے جس طرح سورج جب شروع میں نکلتا ہے ابھی نظر نہیں آرہا ہوتا ابھی اس کی روشنی نکلتی ہے 1492ء کا جو میں نے آپکو واقعہ سنایا اس سال دین کا سورج غروب ہوا اور عیسائیت کا اونچا ہونا شروع ہوا اور یہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ یہ وقت پھر بدل جائے گا رسول اللہ کے الفاظ ہیں کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب سے نکلے گا جس کا مطلب ہے کہ دین کا سورج نکلے گا لیکن اس دفعہ وہ مغرب سے نکلے گا تو وہی سال 92ء کا سال بہت اہم ہے وہ اتنے سو سال کے بعد یہاں سے عین اس سال ایم ٹی اے کا آغاز ہونا اور پھر ساری دنیا میں اس کا دکھائی دینا۔ یہ اتفاقی بات نہیں ہے یہ تقدیر ہے اس لئے یہ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ یہ جو حمد کا ترانہ ہے یہ سچا ترانہ ہے۔ ہم ہی انشاء اللہ دین کا سورج مغرب سے چڑھائیں گے اور چڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ اور ان کو دکھائی دے رہا ہے جن کی آنکھیں ہیں۔

★......★......★......★

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 28- اگست - گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 29 سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 36 سنٹی گریڈ
29- اگست غروب آفتاب 6-39
30- اگست طلوع آفتاب 5-40

عالمی خبریں

امریکہ نے کہاہے کہ بھارت کشمیر پر حملہ کرنے کا خیال ذہن سے نکال دے۔ کشمیری تحریک آزادی کے سلسلے میں لڑ رہے ہیں۔ بھارت افغانستان میں دہشت گردی کے مراکز کے خلاف کارروائی اور کشمیری مجاہدین کی سرگرمیوں میں مماثلت ثابت نہیں کر سکتا۔ امریکی نائب وزیر خارجہ تھامس پکرنگ نے واشنگٹن میں ایک بریفنگ کے دوران کہا کہ بھارت کی اس قسم کی کارروائی کا نتیجہ جنگ کی صورت میں برآمد ہو سکتا ہے۔ اس کی بھرپور مخالفت کریں گے۔ کیونکہ دونوں ممالک کی افواج ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہیں۔ امید ہے کہ دونوں ممالک مذاکرات کا سلسلہ پھر سے شروع کردیں گے۔

بھارت کے وزیر داخلہ ایڈوانی نے کہاہے کہ یہ کیسے ہو سکتاہے کہ امریکہ جو کچھ کر سکتا ہو وہ ہم نہ کریں۔ دہشت گردی سے نبٹنے کے لئے امریکہ کی اپنے لئے تھیوری کچھ اور ہے اور دوسروں کے لئے کچھ اور۔

سوڈان کے سپیکر نے کہاہے کہ اسامہ بن لادن کو افغان جہاد میں امریکہ نے خود سٹنگر میزائیل دیئے۔ فلسطینی انتہاپسند تنظیم حماس کے سربراہ شیخ یاسین نے کہا ہے کہ امریکی حملوں کا جواب اسرائیل پر حملوں سے دیں گے۔

اسرائیلی دارالحکومت تل ابیب میں بم دھماکہ سے 17- اسرائیلی زخمی ہو گئے۔ یہ بم ایک معروف ترین علاقہ میں پھٹا۔ ابھی تک کسی نے دھماکہ کی ذمہ داری قبول نہیں کی تاہم خیال ہے کہ یہ دھماکہ ان اسلامی گروپوں نے کرایا ہے جو سوڈان اور افغانستان پر امریکی حملوں کے بعد اسرائیل کے خلاف کارروائیوں کی دھمکیاں دے رہے ہیں حماس کے لیڈر شیخ احمد یاسین نے کہاہے کہ یہ دھماکہ انتہا پسند اسرائیلیوں کی سازش ہو سکتی ہے جو اسرائیلیوں کو مشتعل کرنے کے لئے ایسے اقدامات کر رہے ہیں۔

افغانستان نے حملہ کی پیشگی اطلاع نہ دینے پر پاکستان سے احتجاج کیاہے۔ افغان سربراہ ملا محمد عمر نے کہاہے کہ ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچی ہے۔ یہ سفارتی آداب کی خلاف ورزی ہے۔

بنگلہ دیش کے ایک اخبار سنگرام نے لکھاہے کہ بھارت جنوبی ایشیا کا اسرائیل ہے۔ افغانستان اور سوڈان پر امریکی حملوں پر بھارتی خاموشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود مختار ملکوں کے خلاف امریکی جارحیت کی حمایت کر رہاہے۔

عراق کو مہلک ہتھیاروں سے غیر مسلح کرنے والے اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کے خصوصی کمیشن کے ایک رکن سکاٹ ریٹر نے استعفیٰ دیتے ہوئے کہا ہے کہ معائنہ کمیشن کو سلامتی کونسل کی حمایت حاصل نہیں۔ معائنہ کمیشن کے ترجمان نے کہا یہ استعفیٰ بڑا دھچکاہے۔ تاہم ہمارے پاس 160 افراد معائنہ کاروں کا کام انجام دے رہے ہیں۔ عراق نے کہاہے کہ سکاٹ ریٹر امریکہ کا جاسوس تھا اس نے اقوام متحدہ کے ایجنڈے سے ہٹ کر صرف امریکی مفادات کے لئے کام کیا۔

روانڈا نے کانگو پر حملے کی دھمکی دے دی ہے۔ کانگو کے صدر کابیلا پھر ملک سے فرار ہو گئے ہیں۔ باغیوں نے بتایاہے کہ اگر صدر کابیلہ نے تتسی افراد کو ہلاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو روانڈا ان افراد کی حفاظت کے لئے فوجی مداخلت کرے گا۔

امریکہ اور برطانیہ نے کہاہے کہ لیبیا کا بیان پابندیاں ہٹانے کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ لیبیا کو چاہئے کہ وہ جلد سے جلد طیارے کے بم دھماکے کے ملزمان کو ہالینڈ کے حوالے کردے۔

برطانیہ نے کہاہے کہ امریکی سفارت خانوں میں بم دھماکوں پر امریکہ کو بدلہ لینے کے لئے کھلی چھٹی نہیں دینی چاہئے۔ وزیر خارجہ رابن کک نے امریکی حملوں پر تشویش ظاہر کی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

وزیر داخلہ شجاعت حسین نے کہاہے کہ سندھ میں ہماری حکومت رہے یا نہ رہے۔ کراچی میں امن بحال کر کے رہیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ شرعی قوانین کے نفاذ کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ مروجہ قوانین کے تحت عوام سالہاسال بھٹکتے رہتے ہیں مگر انصاف نہیں ملتا۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے پیکیج کا اعلان وزیراعظم کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں طالبان طرز کے شرعی نظام کا حامی ہوں۔ کراچی میں امن وامان خراب کرنے میں 50 فیصد حصہ دو گروپوں کی لڑائی کا ہے۔ دونوں سے سختی سے نبٹا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ ایم کیوایم پرچم جلانے والوں کی رہائی کا مطالبہ کرتی رہی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین نے کہا سندھ اسمبلی کو کوئی خطرہ نہیں گورنر راج نافذ نہیں کیا جا رہا۔ لیاقت جتوئی ہی قانونی وزیراعلیٰ ہیں۔

وفاقی وزیر چوہدری نثار نے کہاہے کہ ایم کیو ایم سے دشمنی نہیں اس سے ورکنگ تعلقات قائم رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

بلوچستان سے ایک اور کروز میزائیل ملا ہے۔ پنجگور کے علاقے بانکڑ سے ایک اور کروز میزائیل ملاہے۔ یہ خبر جماعت اسلامی تربت کے امیر نے دی ہے۔

سندھ کے نئے گورنر کے لئے غوث علی شاہ اور الٰہی بخش سومرو کے نام لئے جارہے ہیں تاکہ گورنر راج کے نفاذ کی صورت میں ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

وائس آف امریکہ نے کہاہے کہ سندھ میں گورنر راج کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ ایم کیو ایم کی حکومت سے علیحدگی نواز شریف کے لئے بڑا دھچکا ہے۔

ایم کیوایم کے سربراہ الطاف حسین نے کہاہے کہ ہم پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت نہیں بنائیں گے۔ حالات ایجنسیوں نے بگاڑے ہیں۔ نواز شریف چاہیں بھی تو حالات ٹھیک نہیں کر سکتے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کربلا میں اللہ کے پیاروں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ آج میرے ساتھ ہو رہاہے۔ بے نظیر بھٹو کے نقد اثاثے بحال کردیئے گئے ہیں اور ان کو بیرون ملک جانے کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔

بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں روس اور مغربی ممالک کے سفیروں سے ملاقات کی۔ اور کشمیر کے مسئلے پر بات چیت کی۔

وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ شریعت بل جلد پارلیمنٹ میں پیش ہو گا اسلامی نظام کا وعدہ پورا کریں گے۔

کراچی کی سٹاک مارکیٹ میں شدید مندا ہونے سے 4- ارب 35 کروڑ روپے ڈوب گئے۔

اٹارنی جنرل نے کہاہے کہ وزیراعظم اور آرمی چیف میں کوئی اختلاف نہیں۔ تبدیلی ووٹوں سے ہی آئے گی۔ سسٹم سے باہر تبدیلی کی توقع رکھنے والوں کی سوچ انتہائی غلط ہے۔

عوامی اتحاد کے سربراہ طاہرالقادری نے کہا ہے کہ حکومت اپنی ساکھ بچانے کے لئے پاک فوج کو متنازعہ نہ بنائے۔

تحریک انصاف کے عمران خان نے کہاہے کہ ڈھول کا پول کھل گیا تو نواز شریف فوج پر انگلیاں اٹھانے لگے ہیں۔ نواز شریف کا دعویٰ کہ انہیں میزائیل فائر ہونے کے بعد اطلاع دی گئی' اپنی کرسی بچانے کے لئے ایک نئی غلط فہمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ سیکیورٹی رسک بن چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے میرے نصیب میں لکھ دیا ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر دونوں کا احتساب کروں۔

آصف زرداری نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے کہ ان کو سینٹ کے ہر اجلاس میں شرکت کی اجازت دی جائے۔

سندھ اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے پارلیمانی گروپ کے قائد نثار احمد کھوڑو نے کہاہے کہ ایم کیوایم کے استعفوں کی منظوری کے بعد وزیراعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کریں گے۔

سیکرٹری دفاع ریٹائرڈ جنرل چوہدری افتخار علی خان نے کہاہے کہ حکومت اور فوج کے نقطہ نظر میں کوئی فرق نہیں۔ خرابی اخباری سرخیوں میں ہے۔ انہوں نے اس سوال کا جواب دینے سے گریز کیا کہ امریکی اپنا میزائیل واپس لینے آرہے ہیں۔

پاکستان میں گرنے والے کروز میزائل کا معائنہ کرنے کے لئے اس کے اہم حصے اسلام آباد پہنچا دیئے گئے ہیں۔

خالص سونے کے زیورات نئے ڈیزائنوں میں بنوانے اور خریدنے کیلئے
محمود جیولرز
دوکان 212381
رہائش 212131
بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
3-30 تا 7-30 شام
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

نئی و پرانی امراض کی بفضل خدا کامیاب علاج گاہ
بھٹی ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور فون ۲۱۱۱۸۶
ڈاکٹر منصور احمد بھٹی ڈاکٹر سرور کریم بھٹی
پریکٹیشنر از ۱۹۳۰ء کوالیفائیڈ ہومیو پیتھ
فون یا خط کے ذریعہ سے بھی مشورہ کر سکتے ہیں

ہمارا اصول دیانت' محنت' عمل پیہم ★ 25 اگست سے نئے داخلے جاری ہیں
ہیون ہاؤس پبلک سکول
دارالصدر غربی ربوہ
بالخصوص چھوٹے بچوں کے روشن مستقبل کیلئے ہمارے مثالی نرسری سیکشن سے استفادہ کریں
پرنسپل : پروفیسر راجا نصراللہ خان
211039